29- ال
30- ال
31 –
0-3
0-4

سُوْرَۃُ رُوْمٍ

مکی ہے۔ اس کے حروف (۳۵۳۴) کلمات (۸۱۹) آیات (۶۰) ہیں
(نیشاپوری) امام احمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
صبح کی نماز پڑھائی تو اس میں سورتِ روم پڑھی"۔ (در)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۙ فِیْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ
سَيَغْلِبُوْنَ ۙ فِیْ بِضْعِ سِنِيْنَ ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَ

ادنی الارض۔ من ارض الشام الی ارض فارس (ابن جریر) غلبهم۔ من اضافة المصدر الی المفعول۔ بضع۔ بالکسر المنقطع من العشرة۔ ویقال ذلک لمابین الثلاث الی العشرة (مفردات) وبضع فی العدد بکسر الباء وبعض العرب یفتحها۔ وهو مابین الثلاث الی التسع۔ وتقول بضع سنین وبضعة عشر رجلا وبضع عشرة امرأة۔ فاذا جاوزت اللفظ العشر ذهب البضع لاتقول بضع وعشرون (مختار) مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ۔ ای من قبل الغلبة ومن بعدها۔ وبنیا علی الضم لما قطعا عن الاضافة (کبیر) ۱۲

يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۙ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ رومی مغلوب ہو کر -

وعد اللہ - مصدر موکد لنفسہ لان ما قبلہ فی معنی الوعد - ای کقولہ لہ علیَّ الف اعترافا (خفاجی) لہ شیخ ابن کثیر نے لکھا کہ "روم نسل عیص بن اسحق بن ابراہیم علیہ السلام ہیں اور یہ لوگ بنی اسرائیل کے چچیرے بھائی ہیں اور ان کو بنواں صفر بھی کہتے ہیں اور یہ لوگ یونان کے دین پر تھے اور یونانی نسل یافث بن نوح علیہ السلام سے جو ترک کے چچیرے بھائی ہیں اور یہ لوگ سبع سیارہ کو پوجتے اور قطب شمالی کی جانب نماز پڑھتے اور انہوں نے شہر دمشق کی بنیاد ڈالی اور اسمیں معبد بنائے اور اسمیں محرابیں جانب شمال بنائیں اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی بعثت کے بعد بھی قریب تین سو برس تک یہ لوگ ستارہ پرستی کے دین پر رہے اور جو شخص ان میں سے جزیرہ اور شام کا مالک ہوتا اوسکو قیصر کہتے تھے پس پہلا قیصر جو دین نصاریٰ میں داخل ہوا وہ قسطنطین بن قسطنطین تھا اور اسکی ماں ایک عورت نصرانیہ تھی جو زمین حران میں سے ہیلانیہ عند قانیہ قوم سے مریم نامی تھی - پس اُس نے اپنے بیٹے کو بھی نصرانیت کی جانب مائل کیا اور قسطنطین پہلے فلسفی یونانی دین پر تھا - بعضے لوگ کہتے ہیں کہ قیصر نے اپنی ماں کے کہنے سے تقیہ کے طور پر نصرانیت قبول کی تھی بہرحال قسطنطین کے وقت میں نصرانیوں نے مجتمع ہو کر مناظرہ کیا اور باہم اس قدر منتشر ہوئے اور اختلاف کثیر کیا جو کسی طرح منضبط نہیں ہوتا تھا لیکن اون میں سے تین سو اٹھارہ اسقف متفق ہوئے (کہ مسیح ابن اللہ تھا نعوذ باللہ من ذلک پس قسطنطین نے انھیں کی رائے پر ایک محضر بنالیا اور باقیوں سے اسی پر دستخط لی حتے کہ جو لوگ عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت رسول ہونے کے قائل تھے اکثر قتل کئے گئے اور باقی پہاڑوں میں بھاگ گئے) اور ان گمراہوں نے متفق ہو کر قسطنطین کے واسطے ایک کتاب لکھی جس کا نام امانت کبیرہ رکھا اور حقیقت میں وہ خیانت تھی - اور یہ کتاب عقائد کے

بیان روم

انتشار نصاریٰ اور ان کے عقائد

بہت ہی نزدیک زمین میں اور وہ (رومی) اپنے مغلوب ہونیکے بعد عنقریب چند سال میں

(بقیہ صفحہ گذشتہ) بیان میں تھی اور قسطنطین کے واسطے فیصلۂ احکام کے قوانین بنائے اور دینِ توحید عیسےٰ علیہ السلام کو تحریف کے ساتھ خوب متغیر کیا اور شریعت میں ہفتہ کا روز جو عبادت کے واسطے مقرر تھا بدلکر بجائے اوس کے اتوار قرار دیا اور صلیب کی پرستش نکالی اور سور کو حلال کیا اور سال میں بہت سی عیدیں بنائیں جیسے عید صلیب وعیدِ قداس وعیدِ غطاس وعیدِ شعانین وغیر ذالک اور قسطنطین کو باپ بنایا اور پھر درجہ بدرجہ بطارقہ ومطارنہ واساقفہ وقساقسہ وشمامسہ درجات مقرر کئے اور رہبانیت کی بدعت پھیلائی اور بادشاہ نے ان کے واسطے بکثرت کنائس ومعابد بنائی جن کو گرجا گھر کہتے ہیں اور اس کے زمانے میں بارہ ہزار گرجا بنائے گئے اور اُس نے بیت اللحم کی تین محرابیں بنائیں اور شہر قسطنطنیہ کی اوسی کے وقت میں بنیاد ڈالی گئی اس لئے اُسکی طرف منسوب ہوا اور اُسکی ماں نے قمامہ بنائی - اور یہی فرقہ ملکیہ ہے - یعنے وہ لوگ جو دینِ شاہی پر ہیں پھر ان کے بعد یعقوبیہ فرقہ جو اتباع یعقوب اسکاف ہیں پھر نسطوریہ فرقہ جو اصحاب نسطور ہیں - اور وہ بہت سے فرقے ہوگئے جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "وہ بہتر فرقے ہیں" الغرض یہ لوگ اسی نصرانیت پر چلے آئے اور ان میں بارہا مجلسیں ومباحثے قایم ہوئے جن میں باہمی مشورت پر تغیر واختلاف بڑھتا گیا اور برابر ایک قیصر کے بعد دوسرا قیصر ہوتا آیا حتےٰ کہ آخری قیصر کا نام ہرقل ہے اور ہرقل ایک شخص ہوشیار وفنون نجوم و طبیعیات وفلسفہ وغیرہ سے واقف تھا وہ صاحب فہم ورائے تھا اور اس کے ایام سلطنت میں اسکا اثر وشوکت بڑھ گئی تھی پس کسرےٰ بادشاہ فارس نے اوس سے حسد ودشمنی کی اور اوسکا نام شاپور تھا اور اس کے تحت میں تمام بلادِ عجم وعراق ورے وخراسان وغیرہ تھا اور اوسکی مملکت بہ نسبت قیصر کے بہت وسیع تھی لیکن حماقتِ فارس اُس کے دماغ میں موجود تھی یعنے مجوسی تھا جو آگ کی پرستش کرتے ہیں اور سابق میں گذرا کہ اس نے لشکر روم سے لڑائی کے واسطے اپنے نائب کو بھیجا تھا لیکن مشہور یہی ہے کہ اوس نے بذاتِ خود قتال کیا تھا پس قیصر کو شکست پر شکست دیکر قسطنطنیہ میں

ابتداءِ رہبانیت

مذاہب نصاریٰ

جنگ کسریٰ وقیصر

غالب ہوں گے۔ اللہ ہی کے لئے پہلے اور بعد حکومت ہے (یعنے اس فتح سے پہلے اور بعد)

(بقیہ صفحہ گذشتہ) مدت تک محاصرہ کیا اور نصاریٰ سے ہرقل کی بہت تعظیم کرتے تھے اور چونکہ قسطنطنیہ نصف خشکی میں اور نصف سمندر میں ہے لہذا کسرے اوسکو فتح نہ کرسکا اور جانب خشکی سے اوسکو رسد و مدد برابر پہونچتی تھی پھر جب محاصرہ کا زمانہ دراز ہوا تو قیصر نے ایک فریب تجویز کرکے کسرے سے کہا کہ میرے ملکوں سے دست بردار ہو اور جو کچھ مال صلح وہ تجویز کرے میں ادا کروں گا کسرے نے سونے و چاندی و جواہرات وغیرہ اقسام اموال سے اسقدر کثیر شرط کی جس کا دسواں حصہ بھی دونوں سلطنتوں سے ملاکر نہ تھا مگر قیصر نے منظور کرکے ایسا ظاہر کیا کہ وہ اس مال کو ادا کرسکتا ہے اور کسرے اوس کی لالچ میں بھول گیا پھر قیصر نے اوس سے درخواست کی کہ میرے واسطے راہ چھوڑ دے تاکہ میں اپنی مملکت میں پھر کر جہاں جہاں خزینہ و دفینہ ہے نکال کر تیرے سامنے پیش کروں پس کسرے نے اوس کا راستہ چھوڑ دیا جب قیصر نے وہاں سے چلنے کا ارادہ کیا تو اپنے اہل مملکت کو جمع کرکے کہا کہ میں نے ایک کام کے واسطے ایک لشکر جرار معین کیا ہے پس اگر میں سال گزرنے سے پہلے واپس آیا تو تمپر میری بادشاہت بدستور رہیگی اور اگر میں واپس نہ آیا تو تم کو اختیار ہے چاہے میری بیعت پر رہو چاہے اپنے لئے دوسرا بادشاہ مقرر کرو رومیوں نے کہا کہ تو ہمارا بادشاہ ہے خواہ تو یہاں رہے یا کہیں باہر جاے اور خواہ سال بھر میں آے یا دس برس غائب رہے پھر قیصر ایک لشکر متوسط لیکر تنہا قسطنطنیہ سے روانہ ہوا اور کسرے نے بدستور اس مال صلح کے حاصل کرنے کے واسطے قسطنطنیہ کے گرد قیام کیا اور قیصر قسطنطنیہ سے نکلکر تیز روانہ ہوکر ممالک فارس تک پہونچا اور اوس نے ممالک فارس میں قتل و غارت شروع کی اور جو مقابل ہوا اوسکو مار ڈالا اور فارس میں جس قدر فوج تھی اوسکو ایک ایک کرکے شکست دی اور غارت کیا یہانتک کہ قتل و غارت کرتا ہوا کسرے کی دار السلطنت مدائن تک پہونچا اور وہاں جس نے مقابلہ کیا وہ مارا گیا اور چونکہ وہ لوگ اس ناگہانی آفت سے غافل تھے اس لئے قیصر نے اوس کے تمام اموال و جواہرات و خزائن

سلہ قیصر ایک بادشاہ روم کا لقب تھا۔ اسیطرح کسریٰ فارس کے بادشاہ کا اور نجاشی حبش کے بادشاہ کا۔ اور

اور اس دن مومن خوش ہوں گے۔ اللہ کی مدد سے۔ وہ جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ونفائس پر قبضہ پایا اور کسرے کی حریم وزوجات و اولاد سبکو قید کرلیا اور کسرے کا بیٹا بادشاہ آیا تو اوس کا سر مونڈ گدھے پر سوار کرکے اوسی کے آدمیوں کے ساتھ نہایت ذلت کی حالت میں کسرے کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ جو کچھ تونے مطالبہ کیا تھا وہ یہی ہے جو تیرے سامنے پیش ہوا جب کسرے کے پاس اس حالت سے اوسکا بیٹا پہونچا تو اوس کو اس قدر غم ہوا کہ جس کا بیان نہیں ہوسکتا اور اوس نے نہایت خشم وغیظ کے ساتھ شہر قسطنطنیہ پر متواتر حملے کئے اور اوس کے فتح کرنے میں ہر طرح کی کوشش کی گر ممکن نہ ہوا جب اوس نے دیکھا کہ یہ شہر کسی طرح فتح نہیں پاتا ہے تو اوسی شدت غم کی حالت میں قیصر کا پیچھا کیا کہ اوس کو گرفتار کرے اور تجویز کیا کہ شام کے دریاے جیحون کے عبور کرنے سے روک کر اوس کو گرفتار کرلوں گا قیصر کو جب یہ خبر ہوی تو اوس نے ایک عجیب ہی حیلہ کیا جو اس سے پہلے سنا نہیں گیا اور اوسکی یہ صورت ہی کہ دریاے جیحون میں جہاں سے مشہور اوتار تھا اوسکو چھوڑکر دوسری جگہ اوتار تجویز کیا پھر اپنا لشکر اور تمام خزائن وقیدیاں فارس کو وہاں چھوڑکر تھوڑا لشکر اپنے ساتھ لیکر جانوروں پر بہت سے بورے جن میں بھوا اور گھانس گوبر بھرا ہوا تھا لادکر روانہ ہوا اور معمولی اوتار سے ایک دن کی راہ دریا کے چڑھاؤ کی طرف جاکر وہاں یہ بورے دریا میں ڈالے اور کچھ باہر پھینکدیئے اور اوس پار رومیوں کی زبان سے مشہور کرایا کہ قیصر اس مقام سے عبور کرگیا پس کسرے مع لشکر اُسی مقام پر پہونچا اور کشتیوں میں سامان بھرکے پار اوترا حالانکہ قیصر بعد اس حیلہ کے بہت تیز اپنی فوج کے پاس آیا اور فوراً اوس گھاٹ سے اوترکر غیر معروف راہ سے قسطنطنیہ کو روانہ ہوا اور جب تک کسرے کو خبر پہونچے اور وہ روانہ ہو اوسوقت تک قیصر قسطنطنیہ کے قریب پہونچ گیا اور کسرے اور اوسکی فوج نے ہرچند کوشش کی مگر اُس تک پہونچنے سے عاجز رہے اور قیصر مع اموال اور اون قیدیوں کے قسطنطنیہ میں داخل ہوگیا اور کسرے مع فوج کے متحیر تھا کہ کیا کرے حالانکہ اوس کا ملک خراب وخزانہ غارت وحریم واولاد قید ہوگئیں آخر کسرے کو اُسوقت سواے تملق اور صلح کے چارہ نہ تھا۔ لیکن دلوں میں کینوں کی بنیاد مستحکم

قیصر کا دوبارہ

اور وہی غالب مہربان ہے۔ اللہ کا وعدہ۔ اللہ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا ولیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ یعنی رومی مغلوب ہوئے اُنکی اُس زمین میں[1] جو دشمن سے بہت ہی

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ہوگئی بعد اس واقعہ کے پھر روم وفارس کے درمیان آذرعات و بصری کے بیچ میں قتال ہوا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما و عکرمہ وغیرہ کی روایت میں ہے اور یہ ملک حجاز سے متصل ملک شام کا کنارہ ہے اور اسمیں رومیوں کو غلبہ ہوا اور یہ اول مغلوبی روم سے نو برس کے بعد واقع ہوا اور مجاہد نے فرمایا کہ یہ قتال جزیرۂ موصل میں واقع ہوا اور آیت میں ادنی الارض سے قریب تر زمین فارس کے معنے لئے بہر حال یہ غلبہ بعد نو برس کے ہے اور عرب کی زبان میں بضع کا لفظ بھی تین سے نو تک ہوتا ہے اور یہی ترمذی نے باسناد حسن حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شرط میں بیان فرمایا کہ اے ابوبکر تم نے کیوں کمی کی کیونکہ بضع تو تین اور نو کے درمیان ہے۔ واضح ہو کہ علماء کثیر مانند ابن عباس و ثوری وسدی وغیرہم نے بیان کیا کہ رومیوں نے فارس پر اوس دن غلبہ پایا جس دن مومنوں نے بدر میں مشرکوں پر غلبہ پایا تھا اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی منصوص ہے کہ جب واقعہ بدر کا دن ہوا تو اسیدن رومیوں کو فارس پر غلبہ ہوا پس مومنوں کو اُس سے خوشی حاصل ہوئی۔ اور ایک جماعت علماء نے کہا جن میں عکرمہ و زہری و قتادہ ہیں کہ رومیوں کو فارس پر سال حدیبیہ میں غلبہ ہوا یعنے جس سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قریش سے صلح کی تھی اوسی سال رومیوں نے فارس پر فتح پائی۔ ۱۲

[1] طیبی نے فرمایا کہ اقربیت کی نسبت اُن کے عدو کی طرف اس لئے کی گئی کہ لفظ ادنی امور نسبیہ سے ہے۔ پس جب ارض عرب مراد نہ لی جاوے تو ضرور ہے کہ دوسری زمین ہو۔ اور یہاں صرف اُن کے دشمن ہی کی زمین ہے جو فارس ہے۔ اور اس کے لئے قرینہ قول الٰہی غُلِبَتْ ہے یا یہ کہ وہ زمین عرب سے بہت نزدیک تھی پس معنے یہ ہوئے کہ تمھاری زمین عرب سے نزدیک مقام پر رومی مغلوب ہوئے۔ لیکن یہ قول مخالف روایت ہے۔ چنانچہ ابن حجر نے مفصل طور پر شرح بخاری میں لکھا ہے۔ ۱۲

نزدیک تھی یعنے زمینِ شام میں جو زمین فارس سے قریب تر تھی اور فارسی اپنی غالب آئے۔ گو اسوقت رومی مغلوب ہو گئے ہیں مگر وہ چند سال بعد اہلِ فارس پر فتح پائیں گے اللہ ہی کے لئے حکومت ہے پہلے سے یعنی جب فارس کو روم پر غلبہ ہوا تہا۔ اور بعد غالب ہونے روم کے فارس پر بھی۔ ہر وقت اسی کی حکومت ہے۔ اور سب کام اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اور جب رومی فارسیوں پر غالب ہوں گے تو مومنین اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے[له]۔ یعنے جس روز کہ روم نے فارس پر فتح پائی اُسی روز مومنین نے مشرکینِ پر بدر میں فتح پائی۔ اور وہی غالب ہے یعنے دشمنوں سے بدلہ لیتا ہے اور کسی کو مجال نہیں کہ اُس کے عقوبت کو روک سکے۔ اور وہ مہربان ہے اُن پر جو اُسکی مخلوق میں سے توبہ کرے۔ اللہ نے وعدہ کیا۔ اور وہ اپنی وعدہ کا خلاف نہیں کرتا۔ اس لئے کہ اس کا جھوٹا ہونا ممتنع ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور ظاہری اسباب میں گرفتار ہو کر خدا کے افعال کو بھول جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ پیشین گوئی کس قدر بڑا زبردست معجزہ ہے اور رسالت کی بڑی مستحکم دلیل ہے افسوس کہ نادانوں نے اپنی جہالت سے نہ سمجھا۔ روایت ہے[ٹه] کہ جس وقت

له ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ اہلِ فارس و روم کا واقعہ ہے اہلِ فارس روم پر غالب ہوئے تھے پھر (اُنپر) رومی غالب ہو گئے اور اسی دن حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی مشرکینِ عرب سے مقابل ہوئے اور آپ کو اللہ نے فتح دی اور اُدہر اہلِ کتاب کو مشرکینِ عجم پر۔ مسلمان ان دو مددوں سے خوش ہوئے۔ اس آیت یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰہِ کے یہی معنی ہیں (ابن جریر) ٹه ترمذی ۱۲

یہ آیت اتری اُس وقت اہلِ فارس اہلِ روم پر غالب تھے۔ ابن عباسؓ نے روایت کی ہے کہ مشرکین عرب چاہتے تھے کہ فارس کو روم پر غلبہ ہو کیونکہ فارسی مثل مشرکین بت پرست آتش پرست تھے اور مسلمان چاہتے تھے رومیوں کو فارس پر غلبہ ہو کیونکہ رومی بھی اہل کتاب تھے حضرت صدیق اکبرؓ نے اس امر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو فرمایا کہ عنقریب روم غالب ہو جائیں گے[1] الخ اور عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں ہے کہ اسی فتح کے متعلق جب حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرتؐ کے حکم سے دوسرے[2] مرتبہ کافروں سے شرط لگائی تو شروع ساتویں سال رومی غالب ہوے اور یہ خبر پہونچی کہ رومیوں نے غلبہ کرکے دارالسلطنت مدائن میں اپنے گھوڑے باندھے۔ اور شہر رومیہ آباد کیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مشرکوں سے مال مشروط لیا اور بہت سے مشرکین اسوقت مسلمان ہو گئے[3][4] عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ دخان و لزام[5] و بطشہ و شق القمر و روم یہ پانچوں امور گذر چکے ہیں۔[6] ابن الزبیر کلائی نے روایت کی کہ میرے باپ نے فرمایا کہ میں نے پندرہ

حضرت صدیق اکبرؓ کا فتح کے متعلق کافروں سے شرط لگانا۔

---

[1] امام احمد و ترمذی و نسائی (ابن کثیر) [2] ابن کثیر از ابن ابی حاتم۔ یہ حدیث فقیر نے بطور اختصار نقل کی ہے
[3] چونکہ لفظ بضع کا استعمال تین سے نو تک یا دس تک ہوتا ہے۔ اس لئے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پانچ یا چھ سال میعاد ٹھہرائی تھی تا مسلمانوں کو جلدی سے مسرت و خوشی حاصل ہووے۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاط کے لحاظ سے مدت و مال بھی زیادہ فرماکر دوسرے بار شرط لگانے کے لئے حکم فرمایا۔ پھر اسی مدت کے اندر ہی اندر فتح ہوئی۔ [4] ابن عباس نے فرمایا کہ یہ شرط لگانا قبل تحریم تھا (ابن جریر) [5] ابن کثیر از بخاری
[6] لزام سے مراد یوم بدر ہے (نہایہ) [7] ابن کثیر از ابن ابی حاتم۔ ۱۲

برس کے اندر پہلے تو فارس کو روم پر غالب دیکھا۔ پھر روم کو فارس پر غالب دیکھا۔ پھر میں نے مومنین کو فارس وروم دونوں پر غالب دیکھ لیا۔" جب اللہ تعالٰی نے اس زبردست پیشگوئی کے سمجھنے میں لوگوں کو نادان ٹھہرایا کیونکہ دینی امور کی سمجھ انھیں نہیں ہے اب انکی عقل ناقص کا بیان فرماتا ہے۔ یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ ظاہر زندگی کو دنیا کی جانتے ہیں اور وہ آخرت سے غافل ہیں حسن بصری فرماتے ہیں کہ دنیادار اس قدر معاملات دنیوی میں ہشیار و خبردار ہیں کہ درہم کو ناخن پر رکھ کر پرکھ لیتے اور اُس کا وزن تک پہچان لیتے ہیں۔ اور دین سے استغ

یعلمون ظاہرا الآیۃ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما یعنے معایشھم متی یغرسون ومتی یزرعون ومتی یحصدون اخرجہ ابن جریر وابن ابی حاتم (در) ؎ ضمیر کا مکرر لانا تاکید کے لئے ہے ؎ ابن منذر وابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے اسکی تخریج کی (در) ؎ فقیر کہتا ہے کہ آجکل کے مسلمانانِ شکم پرست کی بھی یہی حالت ہے کہ انگریزی خوب پڑھتے اور سمجھتے ہیں لیکن قرآن مجید کے معنے سمجھنا تو درکنار الفاظ تک بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے۔ نکتہ۔ ظاہرا کی تنکیر میں اسطرف اشارہ ہے کہ دنیا کا علم ظاہری بھی تھوڑا ہی حاصل ہے۔ اور اس کے باطن سے اگر آگاہ ہوتے جو سراسر تکلیفات ہیں تو اس طرح کبھی فریفتہ نہ ہوتے۔ جس طرح سانپ کہ دیکھنے میں مچھلی سے زیادہ خوبصورت ہے۔ لیکن اُس کے زہر سے بھی آگاہ ہونا ضرور ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے

ھی الدنیا تقول بملأ فیھا	حذار حذار من بطشی وفتکی
فلا یغررکم طول ابتسامی	فقولی مضحک والفعل مبکی

غافل ہیں کہ نماز بھی اچھی طرح نہیں پڑھ سکتے !! ۵

فَطِنٌ بِکُلِّ رَزِیَّۃٍ فِی مَالِہٖ | وَاِذَا اُصِیْبَ بِدِیْنِہٖ لَمْ یَشْعُرٖ

اس غفلت نے ہی انھیں آخرت سے بے خبر کیا ہو ورنہ اسباب یادداشت موجود ہیں جس طرح

فرماتا ہے۔ اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِہِمْ ۟ مَا خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَآ

اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّہِمْ لَکٰفِرُوْنَ ۝ کیا انہوں

نے اپنے جی میں فکر نہیں کی (پس جانتے) کہ اللہ نے نہیں پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو

لہ آدمی اپنی مال کی خرابی سے بہت جلد ہشیار ہوتا ہے۔ اور دین کی خرابی سے آگاہ تک نہیں ہوتا اولم یتفکروا فی انفسہم۔ یہ تعلق اس طرح ہے جس طرح ظرف کا فعل کے ساتھ ہوتا ہے۔ گویا یوں فرمایا کہ تم فکر کو اپنے قلوب صافی میں کیوں نہیں پیدا کرتے۔ جس طرح کہتے ہیں کہ اس کا دل میں اعتقاد رکھو حالانکہ اعتقاد دل میں ہی ہوتا ہے یہ مبالغہ ہے۔ یا جس طرح تعلق جار کا فعل کے ساتھ ہوتا ہے جس طرح کہا جاتا ہے تفکر فی الامور۔ تو اس آیت کے یہ معنے ہوں گے کہ نفس میں فکر کرو جو بہ نسبت دوسرے اشیاء کے تمہارے بہت ہی نزدیک اس میں اللہ نے کیا کیا حکمتیں رکھی ہیں جن میں سے بعض علم تشریح میں مذکور ہیں ۵

وَتَزْعَمُ اَنَّکَ جِرْمٌ صَغِیْرٌ | وَفِیْکَ انْطَوَی الْعَالَمُ الْاَکْبَرُ

تو اس فکر سے اسبات کا علم ہوگا کہ حق سبحانہ نے آسمان و زمین کو اور جو کچھ اس کے درمیان ہیں ہر بیکار نہیں پیدا کیا

ما خلق اللہ۔ متعلق اما بالعلم الذی یودی الیہ التفکر او بالقول الذی یترتب علیہ۔ و یدل علی المحذوف قولہ یتفکروا لان المتفکر یعلم و یقول ای الم یتفکروا فیقولوا او فیعلموا (خفاجی و روح المعانی) ۱۲

30-8

30-9

اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے مگر ساتھ سچائی کے اور مدت معین کے۔ اور بیشک البتہ بہت سے لوگ اپنے رب کی ملاقات سے منکر ہیں۔ بعد دلیل نفسی کے دلیل آفاقی بیان فرماکے پھر ایک دلیل آفاقی جو سیر پر موقوف ہے اس طرح بیان فرماتا ہے۔ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَا اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ کیا انہوں نے

عَاقِبَةَ
نافع وکسائی وبصری کا ستم ضم کے اسم کان ہے اور اسکی خبر منصوب سوائی ہے۔ اور دوسری قراءت پر اسکا عکس ۱۲

له یعنے اُن کی پیدایش حکمت پر مبنی ہے۔ واثاروا۔ ثار الغبار والسحاب ولخوهما یثور ثورا وثورانا۔ انتشر ساطعا۔ وقد اثرته قال فتثير سحابا۔ يقال اثرت ومنه قوله تعالى واثاروا الارض والثور البقر الذي يثار به الارض۔ فكانه في الاصل مصدر جعل في موضع الفاعل نحو ضيف في معنى ضايف (مفردات) عمروها۔ قال ابن عباس رضی الله عنهما ملكوا الارض وعمروها وقال مجاهد حرثوها (ابن جرير) اى وعمرها اولئك الذين كانوا قبلهم بفنون العمارات من الزراعة والغرس والبناء وغيرها۔ وقيل اى اقاموا بها يقال عمرت بمكان كذا وعمرته اى اقمت به اساؤا۔ اى عملوا السيئات السوأى۔ اى العقوبة السوأى فالموصوف مقدر وهي العقوبة بالنار فانها تانيث الاسوء كالحسنى تانيث الاحسن۔ او مصدر كالبشرى وصف به العقوبة مبالغة كانها نفس السوء وهي مرفوعة على انها اسم كان وخبرها عاقبة۔ وجوزان يكون السوأى مفعولا مطلقا من غير لفظه او مفعولا به له لان اساؤا بمعنى اقترفوا واكتسبوا والسوأى بمعنى الخطيئة لانه صفة او مصدر مؤول بها وهو

زمین میں سیر نہیں کی پس دیکھیں کہ انجام ان لوگوں کا جو اُن کے پہلے تھے کیسا ہوا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مصدر من غیر فعلہ لان مصدرہ الاساءۃ۔ وکون التکذیب عاقبتہم مع انہم لم یخلوا عنہ اما باعتبار استمرارہ او باعتبار انہ عبارۃ عن الطبع۔ یعنی ثم کان عاقبۃ الذین اقترفوا الخطیئۃ ان طبع اللہ علی قلوبہم حتی کذبوا بالآیات واستہزؤبہا۔ **فقیر عرض کرتا ہے** کہ اس آیت کے دو معنے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جن لوگوں نے برائی کی تھی اُن کا انجام عذاب ہے۔ اور اسی توجیہ کو ابن جریر نے اختیار کیا۔ قال ابن عباس الذین کفروا جزاؤہم العذاب۔ اخرجہ ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم (در) اور دوسرے یہ معنے ہیں کہ جن لوگوں نے برائی کی تھی اُن کا انجام اللہ کی آیتوں کو جھٹلانا ہے یعنی تکذیب آیات الٰہی پر اڑے رہے اور اُسی پر مرے۔ اس سے ہم مسلمان گنہگاروں کو بھی عبرت لینی چاہئے۔ کیونکہ گناہوں کا نتیجہ کفر ہوتا ہے۔ چنانچہ ابتداء میں آدمی گناہ کرتا ہے پھر اسپر اصرار کرتا ہے۔ پھر لوگوں کو اسکی طرف بلاتا ہے۔ پھر جو اُس کو برا کہے اُن کا ٹھٹھا کرتا ہے۔ اور یہی کفر ہے۔ اور جو فاسق کہ اپنے فسق میں کامل ہیں اُن کی یہی حالت ہے کہ نمازیوں اور حاجیوں اور مولویوں اور مشائخوں سے ٹھٹھا کرتے ہیں۔ اسی معنی کو مولانا روم نے اسطرح منظوم فرمایا ہے ؎

نقض میثاق وشکست توبہا		موجب لعنت بود در انتہا۔

ان کذبوا۔ وھو بتقدیر اللام ای لان کذبوا وھو تعلیل لسوء عاقبتہم ۱۲ مغلوب ہوئے روم الخ۔ تاویل اہل طلب کا حال تغیر اوقات سے متغیر ہوتا رہتا ہے پس کبھی فارس نفس روم قلب پر غالب ہو جاتا ہے۔ اور عنقریب اللہ کی تائید سے روم قلب فارس نفس پر چند سال میں جو سلوک کا زمانہ ہے غالب ہو جائیگا۔ اُس دن مومنین (روح وسر وعقل) خوش ہوں گے۔ کیا اُنہوں نے اپنے نفوس کے استعداد میں نہیں فکر کی کہ اللہ تعالےٰ نے نہیں پیدا کیا سمٰوات روحانیہ اور ارض نفسانیہ کو مگر یہ کہ مظہر حق ہووے۔ اور ایک مدتِ معین تک آئینہ قلب کو زنگ اوصاف ذمیمہ نفسانیہ سے پاک و صاف کرنے میں صبر کرے اور ثابت قدم رہے۔ صفائی قلب و متوجہ الی الحق ہونے کا زمانہ اجل مسمّی ہے

وہ اُن سے قوت میں بہت سخت تھی۔ اور اُنہوں نے زمین کو جوتا اور اُسی اس سے زیادہ آباد
کیا جو انہوں (یعنے مکہ والوں) نے اُسے آباد کیا اور اُن کے پیغمبر اُن کے پاس معجزات لائے (لیکن
کافر ایمان نہ لائے تو اللہ نے ہلاک کر دیا) پس اللہ نے اُن پر ظلم نہیں کیا ولیکن وہ اپنی ذات پر
ظلم کرتے تھے۔ پھر اُن کا انجام کہ جن لوگوں نے برائی کی تھی بہت ہی بُرا ہوا اس لئے کہ
اُنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور اُن کے ساتھ ٹھٹا کرتے تھے۔ یہ اہل مکہ کو خطاب ہی کہ
جو تم سے ہر طرح قوت میں اور کھیتی کرنے اور باغ لگانے اور عمارات بنانیمیں بڑھے ہوئے تھی
یا یہ کہ تم سے زیادہ انکی عمریں تھیں لیکن اُن سب کو پیغمبروں کی نافرمانی نے ہلاک کر دیا تو تمکو
اس سے عبرت لینی چاہئے۔ جب کافروں کی عاقبت کا ذکر آیا تو یہ اشارہ اُن کے اعادہ
وحشر کی طرف تھا تو اسی لئے اس دعوے کی دلیل بیان فرماتا ہی۔ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ
يُعِيدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ اللہ ہی خلق کو پیدا کرتا ہی پھر اُسے دوبارہ پیدا کریگا پھر تم اسی کی
طرف لوٹائے جاؤگے۔ یعنی جیسے وہ پہلی پیدا کرنے پر قادر ہی پھر وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر
ہے۔ اور تم اُسی کی جانب پھیرے جاؤگے۔ تو ہر ایک کو اُس کے عمل کا بدلہ ملیگا جس طرح
فرماتا ہی۔ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کیا انہوں نے زمین بشریت میں سیر سلوک واسطے تبدیل اخلاق کے نہیں کی۔ اور جو ان کے پہلے فلاسفہ اور
براہمہ تھے جن کا اعتماد صرف مجرد عقل پر تھا اور شرایع کا اعتبار نہیں کرتے تھے ان کا کیا حال ہوا۔ يُبْلِسُ۔ قال
ابن عباس ییأس۔ اخرجه ابن ابی حاتم (د د) الابلاس الحزن المعترض من شدة الیاس۔ ولما کان المبلس

وَكَانُوا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ○ اور جس دن کہ قیامت قائم ہوگی مجرم ناامید ہو جائیں گے
اور ان کے لئے ان کے شریکوں میں سے شفاعت کرنے والے نہ ہوں گے اور وہ اپنے شریکوں کے
منکر ہو جائیں گے۔ پھر جو اس دن افتراق ہوگا اور اچھے بروں سے علیحدہ ہو جائیں گے
اسے بیان فرماتا ہے۔ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ○ اور جس دن کہ قیامت
قائم ہوگی اس دن لوگ جدا ہو جائیں گے یعنی نیک و بد علیحدہ علیحدہ کر دئے جائیں گے۔ پھر
کیفیت تفرق کو بیان فرماتا ہے۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ
يُّحْبَرُوْنَ ○ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ
مُحْضَرُوْنَ ○ پھر لیکن جو لوگ کہ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو وہ باغ میں سرور
ہوں گے۔ اور لیکن جو لوگ کہ کافر ہوئے اور انہوں نے ہماری آیتوں کو اور آخرت کی
ملاقات کو جھٹلایا تو وہی لوگ عذاب میں حاضر کئے جائیں گے۔ یہ ایسی جدائی ہے کہ
پھر جس کے بعد کبھی اجتماع نہ ہوگا۔ کیونکہ ایک فریق اعلیٰ علیین میں ہوگا دوسرا اسفل السافلین

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کثیرا مایلزم السکوت ویسنی مایعنیہ۔ قیل ابلس فلان اذا سکت واذا انقطعت حجتہ (مفردات)۔ یحبرون۔ ای یفرحون حتی یظھر علیھم حبار نعیمھم۔ الحبر الاثر المستحسن (مفردات) والحبر بالفتح الحبور وھو السرور۔ وحبرہ ای سرہ وبابہ نصر وحبرۃ ایضا بالفتح ومنہ قولہ تعالیٰ فھم فی روضۃ یحبرون ای یسرون وینعمون ویکرمون (مختار)۔
لہ اخرج ابن ابی حاتم عن قتادۃ (در) لہ اخرج ابن ابی حاتم عن الحسن رضی اللہ عنہ (در) ۱۲۔

میں۔ ایک کو ہر طرح کا ثواب۔ دوسرے کو ہر طرح کا عذاب بعد بیان فریقین ہر حال
میں اپنی تنزیہ کا حکم فرماتا ہے۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ○ وَلَهُ الْحَمْدُ
فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ○ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ
الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ○ پس پاکی ہے اللہ کی
جس وقت تم شام کرتے ہو اور جس وقت تم صبح کرتے ہو۔ اور اسی کی تعریف ہے آسمانو
میں اور زمین میں اور بعد زوال اور جس وقت تم دوپہر میں ہوتے ہو۔ وہ زندہ کو مردے
سے نکالتا ہے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو بعد اس کے مردہ ہو جانیکے زندہ
کرتا ہے۔ اور اسیطرح تم نکالے جاؤگے۔ اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں اپنی ذات مقدس کی
پاکی بیان فرمائی اور اپنے بندوں کو ارشاد فرمایا کہ ان اوقات میں اسکی تسبیح و تحمید کیا کریں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے صبح کو یہ آیات پڑھیں تو دن کا حق
اسنے پورا کرلیا۔ اور جس نے شام کو یہ آیات پڑھیں تو رات کا حق پورا کرلیا۔ ابن عباس فرماتے

عشیا۔ العشی من زوال الشمس الی الصباح (مفردات) یخرج الحی من المیت الخ۔ قال ابن عباس تخرج
من الانسان ماءً میتا فیخلق منه بشر فذلك المیت من الحی۔ ویخرج من الحی المیت فیعنی بذلك انه
یخلق من الماء بشر فذلك الحی من المیت (ابن جریر) حسن بصری فرماتے ہیں کہ اس کے یہ معنے ہیں
مومن سے کافر اور کافر سے مومن کو پیدا کرتاہے (ابن جریر) لہ ابوداؤد و طبرانی نے ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے۔ اور شیخ ابن کثیر نے کہا کہ اسکی اسناد جید ہے۔ لہ ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن
منذر۔ (در) ۱۲

المیت
کی دلبصری و شامی
شعبہ ساتہ سکون یا کے
ع تخرجون
حمزہ و کسائی
معروف کے اور ابن ذ
دو جہ سے۔

آیت ۱۷ تا آیت ۱۹

ہیں کہ یہ آیات اوقاتِ نماز کی جامع ہیں۔ پس تمسون سے مغرب وعشا مراد ہے اور تصبحون
سے نمازِ صبح۔ اور عشی سے نمازِ عصر۔ اور تظہرون سے نمازِ ظہر۔ بعدِ تسبیح دلائلِ استحقاقِ تسبیح
وتحمید اسطرح بیان فرماتا ہے۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ
تَنْتَشِرُوْنَ ۝ اور اسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمھیں مٹی سے
پیدا کیا پھر یکایک تم بشر ہو کے (اسبابِ معیشت میں) تصرف کرتے ہو۔ جب اللہ تعالےٰ
نے پیدایشِ انسان کا بیان فرمایا اب اسکی نوع کا توالد سے باقی رہنا بیان فرماتا ہے۔ وَمِنْ
اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ اور اسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ
ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمھاری جنس ہی بیبیاں پیدا کیں تا کہ تم انکی طرف آرام پاؤ اور
تمھارے درمیان میں الفت اور مہربانی قایم کی۔ بے شک البتہ اسمیں اُن لوگوں کیلئے
نشانیاں ہیں جو فکر کرتے ہیں۔ یعنی باوجود اختلافِ نسب کے اللہ تعالےٰ نے اُن دونوں میں
محبت دی ہے۔ اسمیں اشارہ ہے کہ مرد کو چاہیئے کہ اپنی عورت پر الفت ومہربانی کرے۔

تنتشرون۔ ای تتصرفون (ابن جریر) انتشار الناس تصرفهم فی الحاجات (مفردات) من انفسکم
ای من جنسکم کما قال تعالیٰ لقد جاءکم رسول من انفسکم۔ لتسکنوا الیها۔ یقال سکن الیه
للسکون القلبی ویقال سکن عنده للسکون الجسمانی لان کلمة عند جاءت لظرف المکان
وذلك للاجسام والی للغایة وهی للقلوب (کبیر) ۱۲۔

بعد دلائل انفس کے دلائل آفاق بیان فرماتا ہے۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ۝ اور اُسی کی (قدرت
کی) نشانیوں میں سے ہے۔ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمھاری رنگتوں کا مختلف ہونا
بیشک البتہ اس میں جاننے والوں کے لئے نشانیاں ہیں یعنی منجملہ دلائل قدرت کی
آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور زبانوں اور رنگوں کا اختلاف ہے چنانچہ صرف اس
ہندوستان میں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اور رنگونکا اور حلیوں کا اختلاف
ہے حالانکہ کان ناک آنکھ سب میں ایکساں موجود ہیں۔ لیکن ابتدائے آدم علیہ السلام سے
قیام قیامت تک دو شخص بھی ایسے نہ ہوں گے جو ایک دوسرے سے پوری مشابہ ہوں اور
کسی بات میں اختلاف نہ ہو۔ بے شک اسمیں اُسکی قدرت و حکمت کی نشانیاں اہل علم کے
لئے ہیں بعد اعراض لازمہ کے اعراض مفارقہ بیان فرماتا ہے۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ
بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝
اور اُسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ہے تمہارا رات میں اور دن میں سونا اور تمہارا اُسکے
فضل کو تلاش کرنا۔ بے شک البتہ اس میں اُن لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں
یعنے تم لوگ رات میں سو جاتے ہو اور کبھی دن میں بھی تاکہ راحت و سکون حاصل ہو۔ اور

للعلمین سوائے حفص کے باقی قرا ساتھ فتح لام کے یعنی جہان کے لئے۔

سلہ اسمیں اشارہ ظہور امر کی طرف ہے کہ جسے فہم و بصیرت ہو وے تو مجرد سماع ہی کافی ہے مشاہدہ کی ضرورت نہیں اگرچہ
مشاہد بھی ہے سلہ طبرانی نے زید بن ثابت سے روایت کی کہ مجھکو ایک رات نیند نہیں آئی اور میں بار بار نیند میں

رزق کی تلاش کرتے ہو اور رزق عام ہی جسمی خواہ روحی ۔ کیونکہ بہت سے لوگ ایسے ہیں
کہ رات کو مُردوں کی طرح سو جاتے ہیں اور دن کو جانوروں کی طرح حیران و پریشان رہتے ہیں
اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ یہ رات دن کا اختلاف کیوں ہو رہا ہی ۔ اسی لئے فرمایا کہ اس میں اُن
لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو پند و نصائحِ الٰہی کو بغور سنتے ہیں ۔ کیونکہ زبانِ حال سے رات
اور دن پکار رہے ہیں کہ الرحیل الرحیل یعنے دارِ غرور سے دارِ قرار کی طرف سفر کرنا ہی ۔ اب
۲۴ بعض لوازمِ آفاق بیان فرماتا ہی ۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ
اور اُسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ہی کہ وہ تمھیں ڈرانے اور امید دلانیکے لئے بجلی دکھاتا
ہے اور آسمان سے پانی اُتارتا ہی پھر اُس (پانی) سے زمین کو بعد اُس کے مردہ ہو جانیکے
زندہ کرتا ہی ۔ بیشک البتہ اسمیں اُن لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سمجھتے ہیں یعنی بجلی کو
دیکھکر یہ خوف ہوتا ہی کہ شاید بجلی گرے تو جان و مال کا نقصان ہو جائے اور امید بھی ہوتی ہے کہ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) چونکہ پڑتا تھا ۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو عرض کیا آپنے ارشاد فرمایا کہ تو سوتے
وقت کہہ کہ اَللّٰھُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَھَدَاَتِ الْعُيُوْنُ وَاَنْتَ حَیٌّ قَيُّوْمٌ يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ اَھْدِئْ لَيْلِیْ یعنے
الٰہی ستارے ڈوب گئے ۔ اور آنکھیں سکون میں ہو گئیں ۔ اور تو ہی قیوم ہے اے حی قیوم میری رات کو
سکون کے ساتھ کر دے ۔ زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہہ دعا مانگی تو وہ بات جاتی رہی
(ابن کثیر) ۱۲

وَيُنَزِّلُ کی دبصری باب افعال سے ۱۲

دعا بسکون خواب مجرب

اس سے بارانِ رحمت برسے جس سے زراعت کو فائدہ ہووے پھر لوازم آسمان و زمین
یعنے اُن دونوں کے قائم رہنے کو بیان فرماتا ہے۔ وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ
بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝ اور اُسی کی قدرت
کی نشانیوں میں سے آسمان و زمین کا اُس کے حکم سے قائم ہونا ہے پھر جب وہ تمھیں ایکبار
زمین میں سے بلائیگا ناگہاں تم نکل آؤگے۔ یعنے قبروں سے نکل آنے میں کچھ بھی دیر نہوگی
کیونکہ سب اُسی کی ملک اور تحت تصرف ہیں جس طرح فرماتا ہے۔ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ
عَلَيْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ع اور

اذا دعاکم۔ الخ پہلا اذا شرطیہ ہے۔ دوسرا فجائیہ قائم مقام فاء جزا کے ہے۔ اس لئے کہ یہ دونوں تعقیب میں مشترک ہیں۔ من الارض۔ دعا سے متعلق ہے نہ تخرجون سے۔ اس لئے کہ مابعد اذا اپنے ماقبل میں عمل نہیں کرتا (بیضاوی)
ولہ المثل الاعلے۔ قال علی بن طلحۃ عن ابن عباس کقولہ تعالی لیس کمثلہ شئ۔ وقال قتادۃ انہ لا الہ الا ھو ولا رب غیرہ وقال مثل ھذا ابن جریر۔ وقد انشد بعض المفسرین عند ذکر ھذہ الایۃ لبعض اھل المعارف۔ ۝

اذا سكن الغدير على صفاء	وجنب ان يحركه النسيم
يرى فيه السماء بلا امتراء	كذاك الشمس تبدو والنجوم
كذاك قلوب ارباب التجلي	يرى في صفوها الله العظيم

یعنے جب تالاب ہوا کے جھونکوں سے ساکن و صاف ہو جاتا ہے تو اس میں بے شبہ آسمان نظر آتا ہے اور آفتاب و ستارے بھی نظر آتے ہیں۔ اسیطرح جب ارباب تجلی اور اہل دل کے قلوب خواہشات غیر حق سے پاک و صاف ہو جاتے ہیں

اُسی کا ہی جو کچھہ آسمانوں میں اور زمین میں ہی۔ ہر ایک اُسیکا فرمانبردار ہی۔ اور وہی ہے

جو خلق کو پیدا کرتا ہی پہر اُسے دوبارہ پیدا کریگا اور یہ اُس پر بہت آسان ہی۔ اور اُسی کے لئے

برتر صفت آسمانوں میں اور زمین میں ہی۔ اور وہی غالب حکمت والا ہی۔ یعنی ملک و جن وانس سب تحتِ تصرفِ آلہی اور اُسی کی مخلوق اور اُسی کی ملک ہیں۔ غیرِ حق کو کسی طرح کی اس میں شرکت نہیں۔ اور سب اُسی کے فعل کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ اگرچہ بعض اُس کے حکم کے منقاد و فرمانبردار نہیں ہوتے۔ یعنی ارادہ کے سب مطیع ہیں۔ اور حکمِ عبادت کے بعض مطیع نہیں ہیں۔ اور وہی مخلوق کو پیدا کرتا ہی۔ اور پہر بعدِ موت اسکو لوٹائیگا۔ اور یہ اعادہ اللہ تعالے کے پاس باعتبارِ مبدا کے بہت ہی سہل[1] ہے۔ ورنہ اُس کی شانِ پاک

(بقیہ صفحہ گذشتہ) تو آئینۂ قلب میں شانِ آلہی نظر آتی ہی۔ فقیر کہتا ہی کہ ابن کثیر جیسے عالم شخص نے ان اشعار کو اہلِ معارف سے نقل کیا ہی۔ صوفیوں کو اس سے لطف اُٹھانیکا اچھا موقع ہے ؎

بیا در آئینہ بنگر چہ آئین است چہ آئین ست | صفاتش گویدا زناظر کہ آں اینت آں این ست

المثل الاعلی۔ الوصف العجیب الشان۔ لان المثل یستعار لذلک (خفاجی) [1] اور یہ بہت ہی سہل ہے یعنے یہ تفصیل بطورِ تمثیل بہ نسبت اُن اشیا کے ہے جو آدمی اُس کے کرنے پر قادر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مادہ اولے سے کسی شئے کا اعادہ کرنا بہ نسبت ایجادِ ابتدائی کے آدمیوں پر بہت ہی آسان ہے۔ اور اس سے اُن جاہلوں کی تفہیم مقصود ہی جو منکرِ قیامت ہیں۔ ورنہ تمام ممکنات بہ نسبت قدرتِ آلہی یکساں ہیں۔ تو گویا کہ اس طرح ہے وھو اھون علیہ بالاضافة الی قدرکم والقیاس علی اصولکم۔ اور ابو عبیدہ اور بہت سے لغوی کہتے ہیں کہ اس جا اھون معنی میں ھین کے ہی۔ وقال العوفی عن ابن عباس کل علیہ ھین وکذا قالہ الربیع بن خیثم ومال الیہ ابن جریر وذکر علیہ شواھد کثیرۃ (ابن کثیر) ۱۲

سب سے اعلےٰ و برتر ہی اور وہ اپنی ذات و صفات میں یکتا و لاشریک ہی۔ آسمان میں اور زمین میں مخلوق کی زبان پر اُسکی یکتائی جاری ہی۔ اس لیئے ابن عباسؓ نے اسکی تفسیر میں فرمایا کہ اسکی مثل کوئی شے نہیں ہی۔" اسی لیئے فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ فرما کے ہمیں اپنی ذات کے لیئے مثال دینے کی بھی ممانعت فرمادی۔ اور وہ اپنی ذات پاک کے لیئے جو چاہی مثال دی۔ جسطرح ایک مثال بیان فرماتا ہی۔ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○ اُس نے تمہارے لیئے ایک مثال تمہاری جانوں سے بیان کی ہی۔ کہ کیا تمہاری مملوکوں میں سے کوئی اُس چیز میں جو ہم نے تمہیں دی ہی شریک ہیں پھر تم (اور وہ) اُس میں برابر ہو اور اُن سے تم ایسا ڈرتے ہو جیسا کہ تم اپنے لوگوں سے ڈرتے ہو۔ اسیطرح اللہ ان لوگوں کے لیئے نشانیاں بیان کرتا ہی جو سمجھتے ہیں۔ بلکہ اُن لوگوں نے کہ جنہوں نے ظلم کیا بغیر علم کے اپنی خواہشوں کی پیروی کی

آیات ۲۸ ع

من انفسکم الخ پہلا من ابتدائی ہی۔ دوسرا تبعیض کے لیئے تیسرا مزید تاکید کے لیئے جو استفہام کو قائم مقام نفی کے کردیتا ہے۔ (بیضاوی) تخیفتکم انفسکم قال ابو مجلز ان مملوکک لا تخاف ان یقاسمک مالک ولیس له۔ کذلك الله لا شريك له (ابن جرير) ؎ قال الطيبي لما كان ضرب الامثال لادناء المتوهم الى المعقول واراءة المتخيل في صورة المتحقق ناسب ان تكون الفاصلة لقوم يعقلون۔ ۱۲

پس جسے اللہ گمراہ کرے اُسے کون ہدایت کرسکتا ہے۔ اور انکا کوئی مددگار نہیں ہے
اللہ تعالے نے مشرکوں کے لئے ایک مثال بیان فرمائی کہ کیا تم اپنے لونڈی غلاموں کو اپنے
ملک و مال میں شریک کرتے ہو کہ جو تصرف کرنے میں تم اور وہ برابر رہو۔ اور تم اُنسے
اُس مال کے تصرف کرنے میں ایسا ہی خوف کرتے ہو جیسے اپنے برابر والوں سے خوف کرتے
ہو۔ یعنے ہرگز تم ایسا نہیں کرتے تو جب[لہ] تم اپنے لونڈی غلاموں کو اپنی ملک میں شریک
نہیں کرتے تو جو مخلوق خدا کے بندے ہیں انھیں اُسکی ملک میں کس طرح شریک کرتے ہو
بعد اثبات وحدانیت و بیانِ ضلالت مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتا ہے
کہ ہر کسے را بہر کاری ساختند آپ اپنا کام کیجے۔ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ
اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ

لہ یعنے میاں اور غلام میں صرف اعتباری فرق ہے کیونکہ آدمی ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ اللہ تعالے
اور اُس کی مخلوق میں کسی طرح کی مساوات نہیں۔ پس جب ذاتی مساوات میں صرف فرق اعتباری کی
وجہ سے اپنے مملوک کی شرکت گوارا نہیں کرتے ہو تو حقیقی و اصلی مالک کے ساتھ کسطرح شرک جائز
سمجھتے ہو۔ پس اس سے ثابت ہو گیا کہ شرک محض بے عقلی و جہالت ہے - فطرت - ای الزموها -
والفطرة على ما قال ابن الاثير للحالة كالجلسة والركبة من الفطر بمعنى الابتداء والاختراع
وفسرها الكثير هنا بقابلية الحق والتهيؤ لادراكه - وقالوا معنى لزومها الجريان على موجبها و
عدم الاخلال به باتباع الهوى - وقال الراغب فطرة الله هي ما ركز فيه من قوته على معرفة
الايمان - ذلك - اشارة الى الدين المامور باقامة الوجه له ۱۲-

أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا

مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٣١﴾ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ

فَرِحُونَ ﴿٣٢﴾ پس (اے نبی) تم اپنا رخ دین کی طرف کئے رہو۔ اللہ کی اُس صنعت (یعنے

دین) پر جس پر اُس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی پیدائش کو تبدیل نہیں۔ یہی سیدھا

دین ہے ولیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (دین کی طرف متوجہ ہو) اُسکی طرف رجوع کرتے ہوئے

ہوکر اور اُس سے ڈرو اور نماز پڑہو اور مشرکین میں سے نہ ہوجاؤ۔ (یعنے) اُن لوگوں میں سے

جنہوں نے اللہ کے دین کو پراگندہ کردیا اور گروہ گروہ ہوگئے۔ ہر گروہ اُس چیز سے جو

فَارَقُوا
حمزہ وکسائی باب مفاعلہ سے۔ اور معنے یہ ہیں کہ انہوں نے اپنے دین کو چھوڑ دیا ۱۲

مضبوط

منيبين اليه - راجعين اليه من اناب اذا رجع مرة بعد اخرى وهو حال من الضمير في الناصب المقدر لفطرة الله اى من فاعل الزموا المقدر او فى اقم اى من فاعل اقم على المعنى اذ المريد به واحد بعينه لان الخطاب له صلى الله عليه وسلم ولامته (خفاجی) من الذين - بدل من المشركين - شيعا جمع شيعة - لہ قرطبی نے کہا اگرچہ یہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن باتفاق اسمیں آپ کے ساتھ آپ کی امت بھی داخل ہے۔ ۲ے قال ابن عباس وابراهيم النخعى وسعيد بن جبير ومجاهد وعكرمه وقتادة والضحاك وابن زيد اى لدين الله وقال البخارى قوله لا تبديل لخلق الله لدين الله (ابن كثير) ۳ے نہی نفی کی صورت میں ہے۔ یعنے خلقِ خدا کو (کہ جس دین پر تمھیں اللہ تعالے نے پیدا کیا ہے) نہ بدلو۔ (ابن کثیر) ۴ے ۵ے

تو مرجعی ہمہ را من رجوع با کہ کنم		گرم تو در نہ پذیری کجا روم چہ کنم

۵ے یہ فطرت توحید کی تاکید ہے یا نماز سے متعلق ہے۔ اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ بندے اور کفر کے درمیان نماز فارق ہے۔ ۱۲

اُن کے پاس ہیں خوش ہیں۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے روزِ میثاق میں مخلوق سے اپنی توحید کا اقرار لیا اور یہ لوگ اُسی اقرار پر پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر پیدا ہونیوالا فطرت یعنے اسلام پر پیدا کیا جاتا ہے پھر اُس کے ماں باپ اُسے یہودی۔ نصرانی۔ مجوسی بنا لیتے ہیں الخ۔ پھر فرمایا کہ اُن مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ کہ جنہوں نے اپنے دین کو بدل ڈالا اور گروہ گروہ ہو گئے کہ باہم ایک دوسرے کی تکفیر و تذلیل کرتے ہیں۔ اور ہر ایک اپنے کو حق پر سمجھتا ہے اور اسی پر خوش ہے۔ رسول[2] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے لوگ بھی یہود و نصارے کے قدم بقدم چلیں گے اور تہتر[3] فرقے ہو جائیں گے۔ ایک جنتی[4] ہو گا باقی دوزخی ہو جائیں گے۔ اور ایک

---

[1] امام احمد و بخاری و مسلم و نسائی (ابن کثیر) [2] ابو داؤد وغیرہ [3] یہی فرقہ اہلِ سنت جماعت ہے لیکن افسوس کہ ان میں بھی پھوٹ شروع ہوئی ہے۔ بعضوں نے یہاں تک تعصب پھیلایا ہے کہ حنفی شافعی کے پیچھے اور شافعی حنفی کے پیچھے نماز پڑھنے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ اور حق بات تو یہ ہے کہ چاروں مذہب والے حق پر ہیں اور ہر ایک کی نماز دوسرے کے پیچھے صحیح ہے۔ اور ان پر فرض ہے کہ باہمی الفت کے ساتھ دین کے رکن اعظم نماز میں متفق ہوں اور اس آیت کی وعید میں داخل نہ ہوں اور جب سب اعتقاد میں متفق ہیں فرعیات کے سبب جماعت میں پھوٹ نہ ڈالیں۔ اور وساوسِ شیطانی سے بچیں۔ اور خصوص ایسے وقت میں کہ جو دین میں رخنہ اندازیاں ہو رہی ہیں۔ اور ہر ایک اپنا نیا عقیدہ تراش رہا ہے فائدہ۔ نیچریہ جو اپنے زعم فاسد میں مقتضائے طبع وعادتِ جاریہ کا بدلنا ممکن نہیں جانتے اور معجزات و کرامات کا انکار کرتے ہیں۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ اللہ کی عادت اکثریہ ہے ضروری نہیں اور لا تبدیل لخلق اللہ کے معنی

حدیث میں ہے کہ تم بڑی جماعت کی پیروی کرو۔ جو پھوٹ کر نکل گیا وہ آگ میں گیا۔ اور
ایک روایت میں ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ ان فرقوں میں سے کون حق پر ہوگا تو
آپ نے فرمایا وہ کہ جس پر آج میں اور میرے اصحاب ہیں۔ جب توحید کو دلیل و
مثال سے بیان فرمایا تو اب یہ بتلاتا ہے کہ توحید امر وجدانی ہے اور مصیبت خود تکلیف وبلا میں
اسکی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اگرچہ پھر تم عیش و عشرت میں اس سے انکار کرتے ہو۔

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُم مُّنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُم مِّنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ
مِّنْهُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۝ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ أَمْ أَنزَلْنَا
عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ۝ اور جب لوگوں کو کچھ ضرر پہونچتا
ہے تو اپنے پروردگار کو اسکی طرف پھر کر پکارتے ہیں پھر جب وہ اپنی طرف سے انھیں رحمت
(کا مزہ) چکھا دیتا ہے تو ناگہاں ایک گروہ ان میں سے اپنے پروردگار کے ساتھ شرک کرنے
لگتے ہیں تاکہ اس چیز کی ناشکری کریں جو انھیں ہم نے دی ہے پس (چار دن دنیا میں)
فائدہ اٹھالو پھر عنقریب تم جان لوگے۔ کیا ہم نے ان پر کوئی دلیل اتاری ہے اور وہ اسکو

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ہیں جو انہوں نے اپنے دل سے تراش کر مسلمانوں کو دھوکا دینا چاہا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب
مسلمانوں کو انکے مہلک اثر سے بچائے۔ لے مسلم وغیرہ ۲ے حاکم اپنی مستدرک میں (ابن کثیر) واذا مس الناس
لیئے ضر جو چاہا ہے فرمانے میں اشارہ ہے کہ دنیوی تکلیف کتنی ہی بڑی ہو عذاب آخرت کے مقابلہ میں چھوٹی
ہے۔ ۳ے یہ استفہام انکاری ہے ۱۳۰

بیان کرتی ہی جسے یہ خدا کے ساتھ شریک کرتے ہیں یعنی حالت اضطرار میں تو لوگ وحدہ
لاشریک لہ کو پکارتے ہیں۔ اور حالتِ اختیار میں غیروں کی پرستش کرتے ہیں۔ آخر میں
ڈرایا کہ تم قریب میں جان لوگے۔ پھر بطور انکار کے فرماتا ہی کہ کوئی دلیل ان کے شرک پر
نہیں ہی صرف اتباع ہوا ہی۔ بعد شرک جلی کے شرکِ خفی کو بیان فرماتا ہی۔ وَاِذَآ اَذَقْنَا
النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ۞ ع ۱ ۲ ۱
اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۞
اور جب ہم لوگوں کو مہربانی (کا مزہ) چکھاتے ہیں تو وہ اُس سے خوش ہو جاتے ہیں
اور جب اُنھیں بسبب اُس کے جو اُن کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے کوئی برائی پہنچ جاتی ہی
تو یکایک وہ ناامید ہو جاتے ہیں۔ کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جسے چاہتا ہی رزق
کشادہ کرتا ہی اور تنگ کرتا ہی۔ بیشک البتہ اس میں نشانیاں ہیں اُس گروہ کے لئے جو
ایمان لاتے ہیں۔ یعنی ہر انسان کی طبعی بات ہی کہ نعمت سے خوش ہونا اور غیروں پر
فخر کرنا لیکن جسے اللہ تعالے بچاے وہی بچتا ہی۔ صرف نعمت سے خوش ہونا اور منعم سے قطع
نظر کرنا مذموم ہے ہاں ملاحظہ منعم بھی ہو تو محمود ہے۔ بلکہ سرورِ کلی تو منعم ہی سے ہو وی۔
مولانا فرماتے ہیں۔ ؎

تقنطون ... وکسائی ساتھ ... کسر کے ۱۲

لہ اسنادِ تکلم دلیل کی طرف مجازی ہے۔ جس طرح کہتے ہیں نطقت الحال بکذا۔ یا بحذف مضاف ہی
یعنے ذا سلطنا جس سے مراد فرشتہ ہی ۱۲

ناخوشِ او خوش بود بر جانِ من	جاں فدائے یار دل رنجانِ من
عاشقم بر رنج خویش و دردِ خویش	بہر خوشنودی شاہِ فردِ خویش

حدیث[1] ہے کہ مومن کی شان عجیب ہو کہ اللہ تعالے کا ہر کام مومن کے حق میں بہتر ہی ہوتا ہو۔ خوشی میں شکر ادا کیا۔ تکلیف میں صبر کیا۔ ہر حال میں اُسے نیکی ملی۔ بعد بیانِ کیفیتِ تعظیم لامر اللہ شفقت علی خلق اللہ کو بیان فرماتا ہو۔ اور یہی ربط ہے کہ جب رزق کی کشادگی اور تنگی اُسی کی ہاتھ میں ہو تو بخل سے مال زیادہ نہیں ہو سکتا پھر انسان کو چاہیے کہ احسان میں توقف نہ کرے۔ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ

وَابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

پس (اے نبی) تم قرابت دار کو اُس کا حق دو اور مسکین کو اور مسافر کو۔ یہ اُن لوگوں کے لئے بہتر ہے جو وجہ آلہی کے طالب ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ یعنے خیرات میں ثواب اُسیوقت ہوگا جب نیت خالص ہوگی۔ اور کمالِ خلوص یہی ہو کہ دیدارِ آلہی مقصود ہو کیونکہ اس سے بڑھکر کوئی نعمت نہیں اور جس صدقہ میں مال کی زیادتی مقصود ہو تو اُس میں کچھ ثواب نہیں جس طرح بیان فرماتا ہو۔ وَمَآ اٰتَيْتُمْ

مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ

[1] صحیح بخاری (ابن کثیر) ۱۲

وَمَآ اٰتَيْتُمْ ابن کثیر وغیرہ یعنی کہ جو سود دیتے ہیں مرتب ہوتے ہو تو وہ سود خواروں کے مال میں موجب زیادتی و برکت نہیں ہے ۱۲

لِتَرْبُوْ ... اور ... ہے بغیر لئے

وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ○ اور جو کچھ تم ہدیہ دیتے ہو تاکہ وہ لوگوں کے
مال میں زیادہ ہو جائے (یعنے وہ اس سے زیادہ تمھیں دیں) پس وہ اللہ کے پاس
زیادہ نہیں ہوتا ہے اور جو کچھ تم زکوٰۃ دیتے ہو وجہ الٰہی کا ارادہ کرکے تو انھیں لوگوں کو دونا
(ثواب) ہے ابنِ عباس فرماتے ہیں یہ اس قسم کا ہدیہ ہے کہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو
اس نیت سے دیتے ہیں کہ لینے والا اس سے زیادہ دیوے " اگرچہ یہ فعل مباح ہے لیکن
اس میں ثواب نہیں ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور خصوصیت اس سے
بھی ممانعت کی گئی تھی " عارف کو چاہیے کہ ہر کام میں اسی کی ذات مقصود ہووے
اور توحید پیش نظر رہے کیونکہ اسی نے اصل وجود اور رزق بھی دیا جس طرح فرماتا ہے۔
اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ
یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ○ اللہ ہی ہے جس نے ع ۱۳
تمھیں پیدا کیا پھر تمھیں رزق دیا پھر تمھیں مارے گا پھر تمھیں جلائے گا۔ کیا تمھارے شریکوں
میں سے کوئی ایسا ہے جو ان (باتوں) میں سے کچھ کر سکے۔ وہ اس سے جسے (اس کا)

المضعفون - یقول هم الذین لهم الضعف من الاجر والثواب من قول العرب اصبح القوم مسمنین
معطشین اذا سمنت ابلهم وعطشت (ابن جریر) له ابن جریر. وقال ابن کثیر بهذا فسره ابن عباس
ومجاهد والضحاك وقتادة وعکرمة ومحمد بن کعب والشعبی ته قاله الضحاك واستدل بقوله
تعالى ولا تمنن تستکثر ای لا تعط العطاء ترید اکثر منه (ابن کثیر بعض تفسیر اس مقام کی متعلق لتیسین)

شریک بناتے ہیں پاک و برتر ہے جب سب کچھ اُس کے ید قدرت میں ہے تو پھر کون اُس کا
شریک ہو سکتا ہے۔ اسی فسادِ اعتقاد و اعمال سے تو قحط و طاعون اور ہر طرح کی بلائیں نازل
ہوتی ہیں جس طرح فرماتا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم
بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ خشکی و تری میں فساد ظاہر ہو گیا بسبب اُس کے
کہ لوگوں نے کیا تاکہ (اللہ) انھیں کچھ اُس کا (مزہ) چکھائے جو انہوں نے کیا ہے شاید کہ وہ
رجوع کریں۔ یعنی بداعمالی اور شرک کی نحوست سے تمام جہان میں طرح طرح کی خرابی پھیل جاتی ہے

لِنُذِيقَهُم قنبل ساہہ نون متکلم کے ۔۱۲

فی البر والبحر۔ ابن عباس و عکرمہ و ضحاک و سدی وغیرہم نے فرمایا کہ بر سے جنگل اور بیابان مراد ہیں۔ اور بحر سے شہر اور گاؤں۔ اور ابن عباس و عکرمہ سے دوسری روایت میں آیا ہے کہ بحر سے ایسے شہر اور گاؤں مراد ہیں جو کسی دریا کے کنارے واقع ہوں۔ دوسرے علما نے فرمایا کہ بر سے یہی خشکی اور بحر سے سمندر مراد ہے۔ قول اول اظہر ہے۔ (ابن کثیر مختصراً) ابن جریر فرماتے ہیں کہ بہتر اقوال یہ ہے کہ بر عرب کے پاس خشکی ہے اور بحر کا بستی اور کنارے دونوں پر اطلاق ہوتا ہے۔ تو اب وہ سب بستیاں آگئیں جو دریا یا سمندر پر بسی ہیں۔ غرض ہر مکان بحر و بر بسبب معاصی کے فساد پھیل گیا۔ تاویل۔ بر سے نفس مراد ہے اور بحر سے قلب شیخ ابوبکر واسطی نے فرمایا کہ جس کا بحرِ دل مراقبہ ترک کرنے سے خراب ہو جاتا ہے تو اُس کے برِ نفس میں بھی خرابی ظاہر ہو جاتی ہے امام قشیری نے فرمایا کہ برِ نفس کا فساد خطرات میں مرتکب ہونے سے ہے۔ اور بحرِ دل کا فساد بُری اخلاق کے سبب سے جو رسموں اور عادتوں کی پابندی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ حقایق سلمی میں مذکور ہے کہ بر تو علما ظاہر کی زبان ہے۔ اور بحر اہل تحقیق کی زبان۔ فاسد تاویلوں سے علما ظاہر کی زبان بگڑتی ہے۔ اور باطل دعووں سے عارفوں کی زبان خراب ہوتی ہے۔ ۱؎ لفظی ترجمہ بوجہ اُس کے کہ جنہیں آدمیوں کے ہاتھوں نے کمایا یعنے لوگوں کے بری اعمال کے سبب۔ ۲؎ کیونکہ پورا بدلہ آخرت میں ہوگا۔ ۱۲

خشک سالی۔ وبا و طاعون۔ جوش و طوفان سے کشتیوں کا غرق ہونا یہ تھوڑا سا مزہ دنیا
میں چکھایا تاکہ غفلت سے بیدار ہو کر شرک اور بُرے کام چھوڑیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی توحید و عبادت
کی طرف رجوع کریں۔ حدیث میں ہے کہ زمین میں ایک سزا کے حد قایم ہونا اس ملک
والوں کے لئے چالیس دن پانی برسنے سے بہتر ہے؟ حدیث میں ہے کہ جب بدکار مرجاتا ہے
تو اس سے ملک اور لوگ اور جانور اور درخت آرام پاتے ہیں؟ اگر ان آفات کے آنے سے انکار
ہے تو گذشتہ مشرکوں کا حال دیکھلو جس طرح فرماتا ہے۔ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ
كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلُ كَانَ أَكْثَرُهُم مُّشْرِكِينَ ۝ (اے نبی اُن سے) کہدو کہ تم
زمین میں پھر دیکھو کہ اُن لوگوں کا انجام کیسا ہوا جو (تم سے) پہلے تھے۔ اکثر انمیں
کے مشرک تھے۔ جب آل کفار یہ ہوا تو اب مسلمانوں کو دین مستقیم کا حکم فرماتا ہے۔ اور
خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے تاکہ مومن جس سے یہ مکلف ہوا ہے اسکی فضیلت جانے
اس لئے کہ اشرف انبیا صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کے مامور تھے۔ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ

لہ ابو داؤد۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب حد قائم کی گئی تو سب لوگ یا اکثر اس خوف سے مرتکب گناہ نہوں گے
اور جب معصیت نہ ہوگی تو رحمت الٰہی سے برکت سماوی و ارضی ظاہر ہوگی۔ اور اسی وجہ سے جب آخر زمانہ
میں حضرت عیسیٰ اتریں گے اور شریعت محمدی پر حکم کریں گے تو ہر طرح کی برکتیں ظاہر ہونگیں۔ (ابن
کثیر) نہ یہ مصنوعی عیسیٰ جو قادیان میں جھوٹا دعوے کر رہا ہے جس سے طاعون وغیرہ ہر طرح کی آفتیں
ظاہر ہو رہی ہیں۔ ٢ؕ ابن کثیر ۱۲

الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ۝ پس (اے نبی) تم اپنے منہ کو سیدھے دین کی طرف قائم رکھو اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جسکو خدا کی طرف سے روک نہیں ہے اس دن لوگ متفرق ہو جائیں گے۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے اس روز کا آنا مقرر کر دیا ہے تو وہ لامحالہ آئیگا۔ پھر جب وہ دن آجائیگا تو لوگ دو گروہ ہو جائیں گے چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ۔ پھر وجہ تفرق کو بیان فرماتا ہے۔ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ ۝ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝ جس نے کفر کیا تو اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے اور جس نے نیک کام کیا تو وہ اپنے لئے آرام گاہ بناتے ہیں تا کہ اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ہیں اپنے فضل سے ثواب دے بیشک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا ہے یعنے قیامت میں مومنین کے لئے ہی اللہ کا فضل ہے۔ کافر اس سے محروم ہے۔ ہاں دنیا میں فضل اس لئے عام ہے تا کہ منکر اس کے فضل کا

يصدعون - من قولهم صدعت الغنم صدعتين اذا فرقتها فرقتين - قال ابن عباس يتفرقون - (ابن جرير) يمهدون - يستعدون ويسوون المضجع ليسلموا من عقاب ربهم كما قال الشاعر

امهد لنفسك حان السقم والتلف ۔۔۔ ولا تضيعن نفسا مالها خلف

قال مجاهد يسوون المضاجع (ابن جرير) ط۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعد ظہور فساد کے جو شرک کے سبب ہوتا ہے ظہور صلاحیت کا بیان فرماتا ہے ۱۲۰

مقر ہو کر شکر کرے جس طرح فرماتا ہے۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ
مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اور
اسکی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ہے کہ (مینہ کی)[1] خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے
تاکہ تمھیں اپنی رحمت میں سے کچھ (مزہ) چکھائے اور تاکہ اس[2] کے حکم سے کشتیاں چلیں اور
تاکہ[3] تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ[4] تم شکر کرو۔ یعنے ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ ہی کا شکر کرو
اور کفر و معاصی چھوڑ دو یہ اصل اول توحید کے بیان میں تھی۔ پھر اصل دوم یعنی نبوت
کی طرف اشارہ فرماتا ہے جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی اور کافروں کی تہدید ہی مقصود
ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ
الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۭ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اور بیشک البتہ (اے نبی) ہم نے
تم سے پہلے پیغمبر انکی قوم کی طرف بھیجے تھے تو وہ اُن کے پاس معجزے لائے (تو بعض ایمان
لائے اور بعض منکر ہوے) پھر ہم نے مجرموں سے بدلا لیا (اور مومنوں کو بچالیا) اور ایمان داروں کی
مدد کرنا ہم پر لازم ہے۔ اس سے ایمانداروں کی تعظیم اور انکی رفع شان مقصود ہے ورنہ کسی کیلئے کوئی شے اللہ پر لازم نہیں ہے۔

[1] قال مجاهد بالمطر (ابن جرير) [2] مجرد ہوا کشتی چلانیکے لئے کافی نہیں ہے بلکہ اللہ کے حکم سے جب ہوا اعتدال پر ہوتی ہے
تو کشتی چلانے کے قابل ہوتی ہے [3] یہ اس بات پر دال ہے کہ دریائی سفر تجارت کے لئے جائز ہے [4] اسمیں
اشارہ ہے کہ نعمات الٰہی کا مقابلہ شکر سے واجب ہے۔ اجرموا - اصل الجرم قطع الثمرة عن الشجر۔ واجرم صار ذا
جرم نحو اثمر والبن واستعير ذلك لكل اكتساب مكروه (مفردات) ۱۲-

پھر اصل ثالث یعنی معاد و حشر کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ
سَحَابًا فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ کَیْفَ یَشَآءُ وَ یَجْعَلُهٗ کِسَفًا فَتَرَی الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ
خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَ اِنْ کَانُوْا
مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِیْنَ ۝ فَانْظُرْ اِلٰۤی اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ کَیْفَ
یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِکَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰی ۚ وَ هُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ وَ لَئِنْ
اَرْسَلْنَا رِیْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْ بَعْدِهٖ یَکْفُرُوْنَ ۝ اللہ ہی جو ہواؤں کو
بھیجتا ہے تو وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر (اللہ) اس کو آسمان میں پھیلا دیتا ہے جس طرح
چاہتا ہے اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے پھر (اے مخاطب) تو مینہ کو دیکھتا ہے کہ اس کے درمیان

الرِّیْحَ مکی و حمزہ و کسائی
کِسْفًا ہشام اور ابن ذکوان ساکنہ سین مکسورہ
یُنْزَلَ مکی و ابو عمرو باب افعال
اٰثَرِ نافع ابو عمرو ...

سحابا جمع سحابۃ (ابن جریر) فیبسطہ۔ اگرچہ مرجع اس ضمیر کا سحاب ہے جو جمع ہے لیکن یہ ضمیر باعتبار لفظ کے ہے نہ باعتبار معنے کے۔ کسفا۔ الکسفۃ قطعۃ من السحاب والقطن ونحو ذلک من الاجسام المتخلخلۃ۔ جمعہا کسف نحو سدرۃ وسدر۔ قال ابوزید کسفت الثوب اکسفہ کسفا اذا قطعتہ (مفردات) الودق۔ قیل مایکون من خلال المطر کانہ غبار وقد یعبر بہ عن المطر (مفردات) فراوہ۔ ای راوا اثر الرحمۃ وھو النبات۔ ومن قراء اثار فالضمیر عائد الی المعنی لان اثار الرحمۃ النبات ایضا واسم النبات یقع علی القلیل والکثیر (نیشاپوری) لہ یعنی ہواؤں نے بادلوں کو سمندر سے اٹھایا (جس طرح اکثر مفسرین کا قول ہے) یا جہاں سے اللہ تعالے نے چاہا بخارات کو اٹھایا اور وہی گاڑھے بادل بنجاتے ہیں۔ اگرچہ یہ ظاہر میں واسطے ہے لیکن باطن میں فعل الٰہی کا ظہور ہے لے یہ مجاہد و ابو عمرو قتادہ سے منقول ہے۔ اور ضحاک وغیرہ نے کہا کہ ٹکڑے باہم ایک دوسرے پر تہ بتہ ہو جاتے ہیں۔ اور دوسرے نے کہا کہ کثرت آب سے سیاہ ہو جاتا ہے (ابن کثیر) ۱۲

سے نکلتا ہے پھر جب (خدا) اس مینہ کو اپنے بندوں میں سے جس (کی زمین) پر چاہتا ہے
پہونچا دیتا ہے تو یکایک وہ خوش ہوجاتے ہیں۔ اور بیشک البتہ وہ اس سے پہلے کہ مینہ
اُنپر برسایا جائے قبل اس[1] کے مایوس تھے۔ پس اللہ کی رحمت کے نشانیوں کی طرف
دیکھ کہ وہ کس طرح زمین کو بعد اُسکے مردہ ہوجانے کے زندہ کرتا ہے۔ بیشک البتہ وہ (جو
زمین کے زندہ کرنے پر قادر ہے) مردوں کو (بھی) زندہ کرنے والا ہے۔ اور وہ ہر چیز
پر قادر ہے۔ اور البتہ اگر ہم کوئی ہوا (مضر) بھیجتے ہیں پھر وہ کھیتی کو زرد دیکھتے ہیں تو
بیشک وہ اس کے بعد ناشکری کرنے لگتے ہیں۔ پہلے ثبوتِ معاد وحشر کے لئے ایک
مقدمہ بیان فرمایا کہ ہم ابر کو پیدا کرتے پھر اُس سے پانی برساتے ہیں۔ پھر اُس کے ضمن میں
عجز انسان اور اس کے قلتِ ثبات و توکل کو بیان فرمایا۔ پھر اصل مقصود یعنی احیاءِ
موتے کو بیان فرمایا۔ پھر تزلزل و تذبذبِ انسان کو موکد فرمایا اور اُسکی ناشکری سب پر
آشکارا ہے کہ اگر بادِ سموم سے کبھی کھیتیاں زرد ہوجاتی ہیں تو ساری نعمتیں بھلا کر کافر
ناشکری کرنے لگتے ہیں ہیہات ہیہات یہ مردہ دل گوش شنوا اور چشم بینا نہیں رکھتے جسطرح فرماتا ہے

فَاِنَّكَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰى وَلَا تُسۡمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوۡا مُدۡبِرِيۡنَ ۝ وَمَآ اَنۡتَ

[1] قبل کی تکرار تاکید کے لئے ہے یا تاسیس ہے۔ یعنے وہ قبل نزولِ بارش اس کے محتاج تھے
اور اُس کے پہلے بھی وقت پر نزولِ بارش نہوا تھا۔ پھر مدت تک انتظار رہا پھر بھی نہ برسا۔ پھر بعد
مایوسی یکایک برسنے لگا (ابن کثیر) ۱۲۔

هٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ پس (اے نبی) بیشک تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو پکار سنا سکتے ہو جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر چلدیں اور نہ تم اندھوں کو انکی گمراہی سے راہ پر لانے والے ہو۔ تم نہیں سنا سکتے مگر اس شخص کو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتا ہے پس وہی ماننے والے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کفار مقتولان بدر کو پکارنے لگے۔ تو حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انّك لا تسمع الموتیٰ۔ تو حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم ان سے بڑھکے نہیں سنتے لیکن وہ جواب نہیں دیسکتے مختصراً جب حضرت عمرؓ نے اس آیت سے نفی سماع موتےٰ پر استدلال کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا رد کر دیا۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ ان مردوں سے مراد کفار ہیں جسطرح ایک

حمزہ ساتھ صیغہ کے۔ اور عمی ساتھ

له یہ بہرے کی قید تاکید حکم اور سنانا محال ہونے کے لئے ہے۔ یعنے وہ بہرا جس کا منہ بات کہنے والے کیطرف ہوتا ہے اگرچہ وہ سنتا نہیں مگر لب و دہاں کی حرکت اور سر ہاتھ کے اشارہ سے کچھ نہ کچھ دریافت کر لیتا ہے لیکن جس بہرے کی پیٹھ بات کرنے والے کی طرف ہو وہ اس قدر دریافت کرنے سے بھی محروم ہے۔ ٢ه صحیح مسلم از انس بن مالک (در) اس حدیث کو ہم نے بعینہ سورۂ بنی اسرائیل صفحہ ۲۵ میں نقل کیا ہے۔ اور وہاں سماع موتےٰ کی بھی بحث کی ہے۔ ٣ه باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رد کرنے کے پھر منکرین سماع موتےٰ وہی آیت پیش کرتے ہیں۔ خدا و رسول خدا سے بھی نہیں ڈرتے ہیں۔ کہ اس کا تصفیہ تو خود سرکار عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے پھر ہم کس منہ سے اس آیت کو اپنی دلیل گردانیں۔ بی بی عائشہؓ سے جو روایت بخاری و مسلم و نسائی میں ہے اُس میں آپ فرماتے ہیں انما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہم الان لیعلمون (در) ادراک موتے کے تو آپ بھی قایل ہیں۔ اس کے علاوہ ترمذی

اور جاری فرمایا۔ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ الخ پھر دلائل توحید میں سے ایک دوسری دلیل

نفسی بیان فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً

ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ٥ اللہ ہی

ہے جس نے تمھیں (ابتدای پیدایش میں) ناتوانی کے ساتھ پیدا کیا پھر ناتوانی کے بعد قوت

دی پھر قوت کے بعد ناتوانی اور بڑہاپا کر دیا۔ (اللہ) جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ علم و

قدرت والا ہے۔ ضعف و ناتوانی ماں کے پیٹ میں اور لڑکپن میں رہی۔ پھر جوانی میں

قوت عنایت ہوی۔ پھر قوت کے بعد بڑہاپا آیا ٥

لڑکپن کھیل میں کہویا جوانی نیند بھر سویا	بڑہاپا دیکھہ کر رویا نبی جی آسرا تیرا

اب قیامت میں کوئی عذر کام نہیں آتا جس طرح فرماتا ہے۔ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ

يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ۚ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ٥ وَقَالَ الَّذِيْنَ

اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۡ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) وغیرہ میں اپنے بہائی کی قبر پر جاکر مخاطب ہونا۔ اور مشکوۃ وغیرہ میں بعد دفن سیدنا عمر نے جسم کو دہانے اپنے حجرے میں جانا مذکور ہے۔ دیکھو اس تفسیر کا صفحہ ۸۰ بیان معراج۔ ابن کثیر لکھتے ہیں والصحیح عند العلماء روایة عبد الله بن عمر لما لها من الشواهد علی صحتها من وجوه کثیرة من اشهر ذلك ما رواه ابن عبد البر مصححا له عن ابن عباس مرفوعا ما من احد یمر بقبر اخیه المسلم کان یعرفه فی الدنیا فیسلم علیه الا رد الله علیه روحه حتی یرد علیه السلام انتهی۔

لا تنفع
نافع ہوگی وبعری وشامی سماۃ تاکے۔

وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ

اور جسدن کہ قیامت قایم ہوگی تو مجرم قسم کہائیں گے۔ کہ وہ سوای ایک ساعت کے نہیں ٹہرے اسی طرح یہ (حق سے) پہرے جاتے ہیں۔ اور اُن لوگوں نے جنھیں علم وایمان دیا گیا تہا کہا کہ البتہ بیشک تم کتاب الٰہی میں قیامت کے دن تک ٹہرے پس یہی قیامت کا دن ہے لیکن تم تو جانتے نہ تہے۔ پس جنہوں نے ظلم کیا اُنکی معذرت اُس دن نفع نہ دیگی اور نہ وہ (دنیا کی طرف) لوٹائے جائیں گے۔ کافرونکی جہالت دنیا میں بُت پرستی سے ظاہر ہوی اور آخرت میں بھی طرح طرح کی حماقت سے ظاہر ہوگی منجملہ اس کے یہہ کہ جب قیامت قایم ہوگی تو مشرکین قسم کہا کر کہیں گے کہ ہمیں دنیا میں صرف ایک ساعت ٹہرنا نصیب ہوا تہا اور اس سے

ولاهم يستعتبون - اى ولاهم يرجعون الى الدنيا كما قال تعالىٰ وان يستعتبوا فما هم من المعتبين (ابن كثير) یہ لازم معنی ہیں او اصلی معنی یہ ہیں کہ استعتب فلان وهو ازالة ما لاجله يعتب (مفردات) یعنی استعتاب یہ ہو کہ جس کے سبب سے عتاب ہو اُس کا ازالہ کرنا (و) استعتبه (طلب اليه العتبى) او طلب منه. تقول استعتبته فأعتبني اى استرضيته فارضاني واستعميته فما اعتبني كقولك استقلته فما اقالني والاستعتاب الاستقالة واستعتب فلان اذا طلب ان يعتب اى يرضى والمعتب المرضى وفى الحديث ولا بعد الموت من مستعتب اى استرضاء لان الاعمال بطلت وانقضى زمانها وما بعد الموت دار جزاء لا دار عمل والاستعتاب الرجوع عن الاساءة وتطلب الرضا (تاج العروس شرح قاموس) العتب والغضب من باب واحد كما صرح به و نعد بما جعلته للغضب فقيل لم يبق لهم طلب عتاب لانه حق عليهم القول فلا يطلب منهم ما يزيل الغضب كما فى الدنيا (كشف) له جس طرح آخرت میں حق سے برگشتہ ہو کر جہوٹ بولینگے اسیطرح دنیا میں بھی حشر ونشر سے انکار کرتے تہے۔ ۱۲ (فائدہ) جب کسی سے کوئی عہدہ و عدہ کی مدت ٹہرائی جاتی

ان کا مقصود یہ ہو گا کہ ان پر حجت الٰہی قایم نہ ہو کیونکہ انھیں ایک دم سے زیادہ مہلت نہیں
ملی۔ اللہ تعالے فرماتا ہے اسی طرح یہ لوگ دنیا میں اللہ تعالے پر شرک کا بہتان باندہتے تھے اور
اہل علم دنیا میں ان کے بہتان کا رد کیا کرتے تھے اسی طرح آخرت میں بھی اُن کا رد کرینگے
کہ تم کتاب اعمال (جو فرشتوں نے لکھی ہے یا لوح محفوظ) میں حکم الٰہی کے موافق زمین میں رہے ہو
اور یہ دن تو قبروں سے اٹھائے جانیکا ہے جس کے تم منکر تھے پس اُس دن نہ کوئی عذر مقبول
ہو گا اور نہ توبہ وغیرہ سے راضی کرنیکا موقع دیا جائیگا۔ کیونکہ قرآن میں کافروں کو ہر طرح سے
5 ڈرایا گیا تھا اور اُن کے لیے عذر کا کوئی موقع باقی نہ رکھا گیا تھا جسطرح فرماتا ہے وَلَقَدْ ضَرَبْنَا
لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ
60 اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ
وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝ اور ہم نے قرآن میں لوگوں

(بقیہ صفحہ گذشتہ) تو وہ اس مدت کو بہت سمجھتا ہے اور اُس کے لئے جلدی کرتا ہے۔ اور جو کسی سے وعید
کے لئے میعاد مقرر کیجاے تو وہ اس مدت کو تھوڑی سمجھتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس مدت میں اور تاخیر ہووے۔
لیکن جب مجرم کا حشر ہوگا تو سمجھ جائیگا کہ اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اس لئے اس کے قبل کے رہنے کی مدت
کو تھوڑی سمجھیگا۔ اور تاخیر حشر اور قبر میں رہنے کو پسند کریگا۔ اور جب مومن کا حشر ہوگا تو وہ اپنا مآل کار جنت
کی طرف سمجھیگا تو اس گذشتہ مدت کو بہت سمجھیگا اور اب تاخیر نہ چاہیگا اس لئے یہ دونوں فریق مختلف ہو جائیں گے
ایک تو کہے گا کہ ہمارے رہنے کی مدت تھوڑی تھی۔ دوسرا کہیگا کہ جو مدت بعث ٹھرائی گئی تھی وہ تو پوری
ہو چکی اور ہم اسوقت تک صبر کر چکے (کبیر) وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ۔ ای لا یزعجنك ویزیلنك عن اعتقادك

کے لئے ہر قسم کی مثل بیان فرمائی اور اگر (اے نبی) تم ان کے پاس کوئی معجزہ لاؤ تو وہ لوگ

جو کافر ہوئے ضرور کہیں گے کہ نہیں ہو تم مگر افترا کرنے والے۔ اسی طرح اللہ ان لوگوں

کے دلوں پر مہر کر دیتا ہے جو نہیں جانتے۔ (پس اے نبی) تم صبر کرو اس لئے کہ اللہ کا

وعدہ سچ ہے اور جو لوگ کہ یقین نہیں رکھتے وہ تمھیں سبک نہ کریں۔ یعنے ہم نے ہر طرح

کی مثال سے بیان حق کو ظاہر کر دیا تا لوگ اسکی پیروی کریں۔ اور اے نبی صلے اللہ

علیہ وسلم اگر تم انھیں کوئی معجزہ دکھاؤ خواہ انکی طلب سے یا بغیر طلب کے تو وہ اس پر

ایمان نہ لائیں گے بلکہ اُلٹے تمھیں پر اور تمھارے صحابہ پر دروغگوئی اور جادو کا الزام

لگائیں گے۔ جس طرح شق القمر وغیرہ کو دیکھکر کہا تہا۔ اسی لئے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ

کفار نادان کے دلوں پر مہر کر دی ہے تو وہ سمجھتے ہی نہیں تو مانیں کیا۔ پس اس وقت میں اے

نبی صلی اللہ علیک وسلم کافروں کی سرکشی وعناد پر صبر کرنا چاہئے اور اللہ کا وعدہ جو تمسے

نصرت وفتح کا ہے دنیا و آخرت میں پورا ہو کر رہیگا۔ جاننا چاہئے کہ صبر کے درجات اسطرح

ہیں (اول) صبر وہ ہے کہ بلا نازل ہونے کے وقت سکوت ہو وے۔ اسکی

(بقیہ صفحہ گذشتہ) بما یوقعون من الشبہ (مفردات) ای لا یحملنک علے الخفۃ والقلق (نیشا

پوری) (واستخفہ ضد استثقلہ) ای راٰہ خفیفا (و) استخف (فلانا عن رأیہ) اذا (حملہ علی الجھل

والخفۃ وازالہ عما کان علیہ من الصواب) واما قولہ تعالیٰ ولا یستخفنک الذین لا یوقنون فقال الزجاج

معناہ لا یستفزنک ولا یستجھلنک (تاج العروس شرح قاموس) یعنے تمھیں وہ لوگ کہ جنھیں یقین

نہیں ہے تمہارے اعتقاد میں شبہات ڈالکر نہ بلٹائیں۔ ۱۲

دو علامتیں ہیں۔ (۱) بلا نازل کرنے والے کی شکایت نہ کرنا۔ (۲) بلا رہے تک
آزردہ نہ ہونا۔ پھر صابروں کے چند مرتبے ہیں۔ **بعض** کا صبر ثواب طلب کرنیکے
خیال سے ہے۔ یہ صبر عابدوں کا ہی لیکن یہ صبر علت والا ہی **بعض** کا صبر قضا و قدر پر
راضی رہنے کے خیال سے ہوتا ہی یہ صبر سالکوں کا ہی جو صبر للہ ہی **بعض** کا صبر فی اللہ ہوتا ہی
جو کمال محبت کے لحاظ سے فعل محبوب کو دیکھتا رہتا ہی تو بلا میں کسی طرح کی مشقت نہیں پاتا بلکہ
عذاب میں بھی نعمتوں کی لذت حاصل کرتا ہی **بعض** کا صبر علی اللہ ہوتا ہی یعنی اُس بھاری بوجھ
اٹھانے پر صبر کرتا ہی جو ضبط حواس و تعداد انفاس سے ہی تاکہ دوامی تعلق حق سبحانہ کی طرف رہے
اور ہر شغل ظاہری میں بھی باطن میں مشغول بحق رہتا ہی۔ یہ صبر مریدوں کا ہی **بعض** کا صبر مع اللہ ہوتا
ہی بس کوئی خطرہ غیر حق کا اُس کے دل میں نہیں آتا۔ بعض شیوخ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال
اور بان دل بنا رہا اور غیر حق کے خیال کو نہ آنے دیا۔ یہ صبر عارفوں کا ہی **بعض** کا صبر عن اللہ ہوتا ہی
کہ بعد ثابت ہونے مقام کُنتُ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ کے حق سبحانہ اُسے خلق کی طرف لوٹاتا ہی تاکہ خود
اُسکی تکمیل یا دوسروں کی تکمیل اُس کے ہاتھ پر ہووے۔ پس حجاب باریک بیچ اُس بندہ کو کھڑا کرتا ہی تو
وہ ہر مقام پر اُس مقام کے لوازم آداب بجا لاتا ہے۔ اُس کا صبر اُس مرتبہ میں کمالات
الٰہیہ سے ہوتا ہے۔ اسیکا نام صبر عن اللہ ہے۔ اور سارے مراتب صبر میں مشکل
اور تلخ تر یہی ہے۔ یہ صبر محققوں کا ہے۔

29- العنکبوت
30- الروم